فہرست مخطوطات

کتب خانہ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی ۔ اسلام آباد

--------- احمد خان، فیلو ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی ---------

ہمارے پیش رَو جناب قاضی محمد اشرف صاحب، جو اَب اسٹاف کالج کوئٹہ کے لائبریری آفیسر ہیں اس فہرست کو مخطوطہ نمبر ۲۳ تک لکھ چکے تھے کہ اس کے بعد وہ کوئٹہ چلے گئے ۔ اب یہ خاکسار مہتمم کتب خانہ کی رہنمائی میں مخطوطہ نمبر ۲۴ سے اس سلسلۂ فہرست کو مکمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، وماتوفیقی اِلّا باللہ ۔

○ مخطوطہ نمبر ۲۴ (داخلہ نمبر ۲۷۰۰)

- کتاب العُنوان فی القراءات السبعۃ (عربی)
- مصنف: ابوطاہر اسماعیل بن خلف المقری الاندلسی المتوفی ۴۵۵ھ ۔
- ورق ۸۴ تقطیع $\frac{۵\frac{۳}{۴} \times ۴\frac{۱}{۲}}{۴\frac{۱}{۲} \times ۲}$ = ۱۲ سطری ۔ بخط نسخ معمولی، روشنائی حنظلی[۱]، کاغذ دستی قطنی[۲] مصری۔

---

[۱] حنظلی روشنائی: اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک برتن میں صرف گیہوں کے دانے ڈال کر بھونتے ہیں۔ جب دانے جلنے لگتے ہیں تو بالکلیہ جل جانے سے ذرا پیشتر اس میں ٹھنڈا پانی ڈال دیتے ہیں، اور کسی دستہ سے اُسے پیس ڈالتے ہیں۔ ٹھنڈا ہونے کے بعد اُسے چھان کر بوتلوں میں رکھ لیتے ہیں۔ یہ روشنائی رنگ میں گہری کتھئی رنگ کی ہوتی ہے اور لیس دار بھی۔ مگر پھر بھی بڑی روانی سے چلتی ہے، اور بڑی مدت تک یکساں قائم رہتی ہے۔ اس میں چمک پیدا کرنے کے لئے شکر ڈالنے کی ضرورت نہیں ہوتی، البتہ روانی میں اضافہ کے لئے کبھی ذرا سا نمک ڈال دیتے ہیں۔

[۲] قطنی کاغذ: سوت کاتنے کے دوران جو روئی کے ٹکڑے ناکارہ ہو کر گرتے رہتے ہیں، انھیں اور پرانے سوتی کپڑوں کے ٹکڑوں کو اچھی طرح کوٹ کر لگدی بنا لیتے ہیں۔ اس کے بعد اسے حوض میں ڈال کر معروف طریقے کے مطابق اس سے کاغذ بنا لیتے ہیں۔ سوکھنے کے بعد کبھی اس کاغذ پر مہرہ کر لیا جاتا ہے جس سے کاغذ چکنا بھی ہو جاتا ہے اور چمک دار بھی۔ اسی طرح جس کاغذ کے بنانے میں ریشم کے ناکارہ ٹکڑے استعمال ہوتے ہیں، اسے ریشمی اور جس میں بانس کا گودا استعمال ہوتا ہے اُسے قصبی کاغذ کہتے ہیں۔

• تاریخ کتابت: ۹ رجادی الاول ۸۱۴ھ، عنوان سرخ ہیں، نسخہ مکمل ہے، بہت اچھی طرح پڑھا جاتا ہے۔

اس کتاب کے مصنف علم تجوید وقرأت کے مشہور زمانہ عالم تھے۔ ان کا پورا نام ابوطاہر اسماعیل بن خلف بن سعید الانصاری السرقسطی ہے۔ یکم محرم ۴۵۵ھ مطابق ۱۰۶۳ء سرقسطہ میں انتقال ہوا۔ انھوں نے علم تجوید پر ایک مفصل اور بڑی کتاب "الاکتفاء" کے نام سے لکھی تھی۔ اس کے بعد انھیں خیال ہوا کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہوگئی ہے تو پھر انھوں نے خود ہی "الاکتفاء" کا اختصار "العنوان فی القراءات السبعة" کے نام سے لکھا۔ یہ وہی کتاب ہے۔ اس کا ابتدائی جملہ یہ ہے:- الحمد للہ الذی أنشأنا بقدرته وھدانا للاسلام وفطرته۔

اور آخری جملہ یہ ہے:-

سورۃ والضحیٰ کبر ثم افتتح السورۃ التی بعدھا وکذلک باشر کل سورۃ حتی یختم۔ وقد اختلف عنه فی لفظ التکبیر والذی اختارہ من ذلک اللہ اکبر لا غیرہ وبه قرأت وبه اخذ۔

اس مختصر کی شرح عبدالظاہر بن نشوان بن عبدالظاہر المقری الجذامی المصری المتوفی ۶۴۹ھ نے کی ہے۔

مصنف کا تذکرہ الزرکلی کی الاعلام ج ۱ ص ۳۱۰ پر موجود ہے۔ ابوطاہر اسماعیل کا سن وفات ۴۵۵ھ ہے مگر اسماعیل پاشا بغدادی مرحوم اپنی کتاب ھدیۃ العارفین ج ۱ ص ۲۱۲ پر ان کی ولادت ۵۵۴ھ اور وفات ۶۲۳ھ بتاتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اسماعیل پاشا کو اسماعیل الاندلسی النحوی اور اسماعیل السرقسطی میں التباس ہوا ہے۔

ابوطاہر اسماعیل بن خلف کا ایک رسالہ "رسم المصحف" میں بھی ہے۔ انھوں نے ابوعلی الفارسی کی کتاب "الحجۃ" کا اختصار بھی کیا تھا جس کا تذکرہ ابنِ خلکان اور اسماعیل پاشا دونوں کرتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں قراء سبعہ کے اختلافات پر پوری بحث ہے۔ اور ایک ایک سورۃ میں اختلاف قراءات کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے ابھی یہ کتاب زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی۔ اس کتاب کے قلمی نسخے متعدد کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً پٹنہ اور ٹیل لائبریری، قومی کتب خانہ استنبول وغیرہ۔

○ مخطوطہ نمبر ۲۵ (داخلہ نمبر ۲۷۷۱)

• عقیلۃ أتراب القصائد فی أسنی المقاصد (عربی)۔

• مصنف: الشیخ القاسم بن فیرۃ الشاطبی، المتوفی ۵۹۰ھ۔

● ورق ۲۰، تقطیع $\frac{4\frac{1}{2} \times 6\frac{1}{2}}{2 \times 4\frac{1}{4}}$ = ۱۱ سطری، بخطِ نسخ اچھا، روشنائی معمولی صمغ دودی[۱] ،
کاغذ دستی جدید، تاریخ کتابت مذکور نہیں مگر خط اور کاغذ کی بنا پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ نسخہ مصر میں
۱۳۰۰ھ کے بعد لکھا گیا ہے۔

امام شاطبی چھٹی صدی ہجری کے مشہور نابینا قاری، نحوی اور لغوی ہیں۔ یہ اندلس کے رہنے والے تھے۔ پورا
م یہ ہے: أبو محمد و ابو القاسم بن فیرة بن خلف بن أبی القاسم بن أحمد الرعینی الاندلسی ثم الشاطبی۔ یہ ۵۲۸ھ میں شاطبہ
ں پیدا ہوئے اور ۵۹۰ھ میں مصر میں وفات پا گئے۔ اپنے وطن مالوف شاطبہ سے ۵۷۲ھ میں مصر آئے
تھے۔ علم قراءات میں ان کی مشہور و معروف کتاب "حرز الامانی و وجہ التہانی" ہے جو "قصیدة شاطبیة" کے
م سے مشہور ہے۔ اس قصیدہ شاطبیة کی بہت سے لوگوں نے شرحیں لکھی ہیں۔ ان میں عَلَم الدین السخاوی (متوفی
۶۴۳ھ) اور ملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) جیسے اساطینِ علم بھی ہیں۔
قصیدة شاطبیة ألفیہ قصیدہ ہے جس کا پہلا شعر ہے:۔

بدأتُ باسم الله فی النظم أوّلا   تبارک رحمانا رحیما موئلا

زیرِ نظر مخطوطہ اِن ہی امام الشاطبی کا فنِ رسم مصاحف اور تجوید میں ایک رائیہ قصیدہ ہے۔ اس کا پہلا شعر ہے:

الحمد للہ موصولاً کما أمرا   مبارکاً طیباً ینتنزل الدررا[۲]

یہ قصیدہ ہر زمانے میں اربابِ تجوید کے نزدیک مقبول ترین رہنما کتابوں میں سے شمار کیا گیا ہے۔
نیة فی علم الرسم کے نام سے بھی مشہور ہے۔ ساتویں صدی سے تیرھویں صدی ہجری تک بہت سے لوگوں
س قصیدے کی عربی اور فارسی شرحیں لکھی ہیں۔ عقیلة اتراب القصائد ۱۲۸۶ھ میں بمقام قاہرہ
التری کے مطبع میں چھپا تھا۔ اس کے بعد مصر میں ہی کئی بار ۔ ۱۲۷۸ھ میں پشاور سے مصنف کی
ب حرز الامانی بطریقۂ حجری چھپی تھی۔ اس کے آخر میں قصیدة عقیلہ بھی چھاپا گیا تھا۔
موجودہ نسخہ اگرچہ جدید الخط ہے لیکن اچھا لکھا ہوا ہے اور ایک قابلِ قدر مکمل نسخہ ہے۔ (مسلسل)

۱۔ صمغ دودی: صمغ یعنی گوند کے پانی میں کاجل کو ایک کپڑے میں پوٹلی بنا کر کسی کانسی کے برتن میں دیر تک رگڑتے
ہیں، اس میں تھوڑی سی شکر بھی ڈال دیتے ہیں۔ اس طرح تیار شدہ روشنائی بہت سیاہ اور چمک دار ہوتی
ہے اور پانی کا اثر فوراً قبول نہیں کرتی۔ صمغ دودی روشنائی کی ایک قسم وہ بھی ہوتی ہے جس میں آہنی برادہ
ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ روشنائی خوش خطی میں غبار کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔
۲۔ قصیدة اصل میں رائیہ ہے مگر حرف روی کے منسوب ہونے کی بنا پر اشباعی الف کا اضافہ کیا گیا ہے۔